تحصیلِ علم کے آداب

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا اصلاحی بیان جو اھمیت علم اور طلباء کی بعض کوتاھیوں کی تلافی کے بارے میں ارشاد فرمایا، نئے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر قدرے اختصار کے ساتھ پیش خدمت ھے۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم...... انسان کے سنورنے کے لیے اوراپنے رب سے صحیح تعلق قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دین کا علم حاصل کیا جائے، علم دین حاصل کیے بغیر نہ آدمی سنورتا ہے، نہ آدمی صحیح انسان بنتا ہے، نہ وہ معاشرے کا صحیح اور کارآمد فرد بنتا ہے اور نہ اس کا اللہ تبارک وتعالیٰ جو اس کا خالق اور مالک ہے کے ساتھ تعلق بنتا ہے، اللہ کی طرف سے ہمہ وقت اپنے بندے پر ہزار ہا نعمتوں کی بارش ہورہی ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس کی طرف نگاہ نہیں جاتی کہ:

''بے علم نتواں خدارا شناخت''

علمِ دین کی تحصیل ''علمائے حق'' ہی سے ممکن ہے:

علم دین حاصل ہوتا ہے اہل حق علماء سے، اتنی بات ضرور ہے کہ علم دین کا حاصل ہونا ان علماء سے کتاب پڑھنے پر موقوف نہیں، اس لیے کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تو یہ کتابیں نہیں پڑھی تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، آپ کی خدمت میں رہ کر انہوں نے علوم حاصل کیے، صحابہ کرام کے علوم کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو صحابہ کی جماعت میں بہت بڑے فقیہ شمار ہوتے ہیں اور ہماری فقہ حنفی کا بڑا مدار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ پر ہے) گواہی دیتے ہیں کہ ''کانوا اعمقها علماً''۔

ان حضرات کا علم گہرائی لیے ہوئے تھا اور حقیقت تک پہنچتے تھے اور اس کا ادراک کرتے تھے، تو اَب خیال کیجیے کہ ہمارے ہاں سینکڑوں کتابیں پڑھی جاتی ہیں، ان کتابوں کے ذریعے ہمیں یہ تو معلوم ہوجاتا ہے کہ قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا اور فاعل ومفعول کا اعراب بھی معلوم کرلیتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ وضو کے اندر یہ یہ فرائض ہیں، اسی طرح باقی احکامات کے بارے میں بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ لیکن یہ علوم اصل نہیں جو کہ شریعت میں مقصود اور مطلوب ہوں، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ علم درحقیقت نور ہے جو قلب کو اور دماغ کو روشنی بخشتا ہے اور یہی نور اور روشنی علمائے حق اور علمائے ربانی

سے علم حاصل کرنے سے حاصل ہوتی ہے، ورنہ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے علم حاصل کیا ہوتا ہے اور اس علم کے باوجود بدعات سے ان کے لیے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔

علم وہ نور ہے جس سے دل ودماغ روشن ہوجائے:

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌوَّ كِتٰبٌ مُّبِين۔(سورہ المائدہ ۱۵)

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی آئی ہے اور ایک کتاب ہر چیز کو واضح کردینے والی۔"

یہاں نور سے مراد علم ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْه۔ (سورۃ المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے (دلوں کو) قوت دی ہے اپنے غیبی فیض سے۔"

یہاں علم کو روح سے تعبیر کیا گیا، جو حیات کا ذریعہ ہے اور یقیناً وہ بھی نور ہی میں شامل اور داخل ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْراً يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاس۔(سورۃ الانعام:۱۲۳)

ترجمہ: "اور ہم نے اس (ایمان والے) کو ایسا نور (علم) دے دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔"

یہاں بھی اس نور سے علم مراد ہے، یہ کتابی علم ہے بایں معنیٰ کہ یہ اس نورانیت کی طرف مفضی ہوسکتا ہے لیکن اس کے لیے پہلی شرط یہی ہے کہ ایمان موجود ہو اور پھر اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ ہو۔

ایمان اور تقویٰ کے بغیر قرآن اور حدیث کے انوارات سے محرومی:

آپ نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو عیسائی ہیں یا یہودی ہیں وہ ہمارے انہی قرآن اور حدیث کو پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے ادارے اس مقصد کے لیے قائم ہیں جن کے اندر ہمارے دورۂ حدیث تک کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے، ان میں بڑے بڑے عالم بھی ہیں، حدیث کے علماء بھی موجود ہیں، حدیث اور تفسیر میں تحقیق اور ریسرچ کے لیے ان کے یہاں باقاعدہ علماء مقرر اور متعین ہیں اور اسی طرح دوسرے معاون علوم جیسے صرف، نحو، لغت، علمِ ادب اس میں بھی ان کے یہاں بڑے بڑے علماء موجود ہیں، آج بھی موجود ہیں، پہلے بھی موجود تھے، ان کی کتابیں بھی شائع ہوتی ہیں اور ہم تک پہنچتی بھی ہیں اور ان کی بعض کتابیں ہمارے زیرِ مطالعہ بھی آتی ہیں جیسے لغت کی کتاب "المنجد" آپ سب اس سے واقف ہیں، کہ یہ ایک عیسائی کی لکھی ہوئی ہے لیکن ان کا نقطۂ نظر ایمان کی تائید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی علوم کی توثیق پیشِ نظر نہیں ہے، ان کے سامنے ان علوم میں نقص اور عیب نکالنا ہے، کتابی علم تو بے ایمان لوگ بھی حاصل کرتے ہیں، اسی طریقے سے تقویٰ کے بغیر بھی لوگ کتابی علم حاصل کرتے ہیں اور اس کتابی علم کی بنا پر

متون بھی ان کو یاد ہو جاتے ہیں، شروح پر بھی ان کی نظر ہوتی ہے، حواشی سے بھی وہ استفادہ کرتے ہیں لیکن ان کے پاس نور نہیں ہوتا، اور آپ یہ بات یاد رکھیں اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جو آدمی معاصی کا ارتکاب کرتا ہے اس کو علم حاصل نہیں ہوتا۔ یا ارتکاب معصیت سے پہلے اس نے علم حاصل کیا تھا تو معاصی کے ارتکاب کے بعد وہ علم باقی نہیں رہتا، معاصی کا ارتکاب کرنے والا علوم سے محروم رہ جاتا ہے اور ارتکاب معصیت سے مراد ہے ''اس کو عادت بنانا'' یوں بتقاضائے بشریت انسان سے گناہ ہو جائے اور وہ فوراً توبہ اور تلافی کر لے تو وہ اس محرومی میں داخل نہیں، بتقاضائے بشریت انسان سے صغیرہ، کبیرہ دونوں طرح کے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں، لیکن اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اپنی شرائط کے ساتھ توبہ واستغفار کیا جائے اور علم والوں کو معلوم ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنے کا اپنا طریقہ ہے، نمازیں قضاء ہوتی ہیں تو توبہ تب مقبول ہے کہ قضا کو ادا کرنے کی بھی فکر کرے، کسی کا حق ضائع کیا ہے تو اسے ادا کرے یا معاف کرائے...... وغیرہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس توبہ واستغفار کی برکت سے اس معصیت کی نحوست کو ختم فرما دیتے ہیں اور یہ انسان محروم نہیں ہوگا۔

باطنی اَمراض نورِ علم سے محرومی کا سبب ہیں:

لیکن ہم لوگوں کی عادت ہی یہ ہے کہ گناہ کرتے ہیں اور طرح طرح کے ظاہری اور باطنی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں، تکبر کے اندر گرفتار ہیں، ریاکاری ایک محبوب مشغلہ ہے، غیبتیں کرتے رہتے ہیں، بہتان لگاتے ہیں یہ اَخلاقی امراض ہیں جن کو باطنی اَمراض کہتے ہیں اور یہ بڑے مہلک ہوتے ہیں اور ان کا چھوڑنا آسان نہیں ہوتا، ان کا بڑا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اَللہ تعالیٰ سے مانگنا پڑتا ہے، آہ وزاری کرنی پڑتی ہے، تب کہیں جا کر اَللہ تبارک وتعالیٰ ان امراض سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ اہلِ علم میں بھی یہ بیماریاں موجود ہیں، شاذ ونادر اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ ان سے خالی ہوتا ہے یہ امراض ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور اسی طرح ظاہری گناہ بھی موجود ہیں تو ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ علم کے نور کے حامل ہیں اور اَللہ تعالیٰ نے یہ نور ان کو عطا فرمایا ہوگا؟!

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنے استاذ وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کی، فرماتے ہیں کہ:

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من اللہ
ونور اللہ لایعطیٰ لعاصی

ترجمہ: میں نے شکایت کی اپنے حافظے کی کمزوری کی (استاد) وکیع کے سامنے تو انہوں نے مجھے گناہوں کے ترک کرنے کی وصیت فرمائی (اور فرمایا) کہ بے شک علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور ہے (جو انسان کو عطا کیا جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا یہ نور گناہ گار کو عطا نہیں کیا جاتا، انتہیٰ۔ آپ ان اشعار کو پڑھتے رہتے ہیں لیکن کبھی دل پر اثر نہیں ہوتا، گناہ کا

سلسلہ اپنی جگہ جاری رہتا ہے، وجہ یہی ہے کہ ان گناہوں میں ایسا رسوخ ہوگیا ہے کہ عادت بن چکی ہے اور ان کو دُور کرنے کی ہمیں فکر بھی نہیں۔

اہلِ علم کے زوال کی سب سے بڑی وجہ:

یہ جو اہلِ علم میں زوال اور انحطاط ہے اس کا سبب یہی ہے کہ الفاظ یاد کر لیتے ہیں اور اپنی اپنی استعداد اور محنت کے مطابق مسائل کا بھی علم ہو جاتا ہے لیکن یہ کہ گناہوں کی وجہ سے نورانیت باقی نہیں رہتی، اور نورانیت آدمی میں آجائے تو پھر "اذا رأوا ذكر الله" کی شان پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کے ان بندوں کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے، وہ بندے اللہ کی یاد دلانے کا سبب بنتے ہیں، ان کی مجلس میں بیٹھنے سے انسان کے قلب میں ایک اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ میرا اللہ تبارک وتعالیٰ سے صحیح تعلق قائم ہو جائے، گناہوں سے نفرت اور طاعات وعبادات کا شوق اور رغبت پیدا ہوتی ہے، یہ اللہ کے ان بندوں کی شان ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اور علم کا نور ان کے قلب اور دماغ کو روشن کر دیتا ہے۔

طلبۂ علمِ دین پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کا یہ بہترین زمانہ ہمارے لیے علمِ نبوت حاصل کرنے کے لیے فارغ کر دیا ہے، نہ ہمیں معاش کی فکر ہے نہ ہمیں بیوی اور اولاد کی فکر ہے، نہ ہمارے پیچھے کوئی قرض خواہ دَین کا مطالبہ کرنے کے لیے لگا ہوا ہے، نہ حقوق العباد کا بوجھ ہمارے سر پر ہے، ہماری تنہا اکیلی جان ہے، اللہ نے دماغ اور دل عطا فرمائے ہیں اور ان علوم کو حاصل کرنے کے لیے یکسوئی نصیب فرمائی ہے...... یہ کس کو نصیب ہے؟ آپ اس چار دیواری سے باہر نکل کر دیکھیں، چھوٹے بچے بھی آپ کو مزدوری کرتے نظر آئیں گے، جوان بھی فکرِ معاش میں سرگرداں پھرتے نظر آئیں گے اور بوڑھے بھی...... آپ کارخانوں کی طرف جا کر دیکھیے کتنی عورتیں ہیں جو صبح سے محنت اور مزدوری کرنے کے لیے آتی ہیں، اور شام کو وہاں سے نکلتی ہیں تو بے چاری تھکی ہاری ہوتی ہیں، ان کو اپنے بچے پالنے پڑتے ہیں، اپنے گھر کی ذمہ داری بھی پوری کرنی پڑتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ فکرِ معاش کے لیے نوکری بھی کرتی ہیں، کبھی آپ کارخانوں کی طرف جائیں تو ایسے بہت سے مناظر آپ کو نظر آئیں گے، نوجوان بھی، بوڑھے بھی، عورتیں بھی سب دنیا کے جھنجھٹوں میں پھنسے ہوئے نظر آئیں گے، اور آپ بالکل فارغ ہیں، یہاں آکر آپ کو دنیا کا کوئی بھی فکر نہیں، رہنے کے لیے آپ کو اچھی جگہ ملی ہوئی ہے، کھانے کے لیے آپ کے پاس کھانا تیار ہوتا ہے، پڑھنے کے لیے آپ کو کتابیں مفت دی جاتی ہیں اور اَساتذہ پوری تیاری کے ساتھ آکر آپ کے اَسباق کا اہتمام کرتے ہیں اور آپ کو موقع بموقع سمجھاتے بھی رہتے ہیں، آپ کا مقصد بھی آپ کو یاد دلاتے رہتے ہیں، اس کے باوجود بھی اگر آپ اس کی ناقدری کریں گے اور اپنے اوقات ضائع کریں گے اور پوری لگن اور مشقت سے نہ پڑھیں گے تو یہ افسوس کی بات ہے، بہت زیادہ افسوس کی بات ہے۔ (باقی آئندہ)